سلسلہ خطبہ 35
خطبہ جمعۃ المبارک
خطبہ رائٹر
ابوضیاء تنزیل عابد
مدرس: جامعہ اسلامیہ سلفیہ ڈلن بنگلہ بوریوالا
عنوان:
رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سیدنا عثمان غنی
فضائل خصائل
زیرِ اہتمام
شعبہ تبلیغ جامعہ اسلامیہ سلفیہ ڈلن بنگلہ بوریوالا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ: فضائل وخصائل

اہم عناصر:

- سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا تعارف
- سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے فضائل
- سیرتِ عثمانی کے چند قابلِ عمل گوشے
- شہادت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ

إن الحمد لله، نحمده ونستعينه، من يهده الله فلا مضل له، ومن يضلل فلا هادي له، وأشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له، وأن محمدا عبده ورسوله أما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم لَّقَدْ رَضِيَ اللهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا [الفتح:18]

ذی وقار سامعین!

ہمارے نبی جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اسلام کا پیغام لے کر مکہ میں آئے تو چند ایک کو چھوڑ کر باقی نے آپ کی پرزور مخالفت کی اور آپ کی دعوت کو روکنے کے لیے ہر طرح کا جتن کیا۔ لیکن دھیرے دھیرے اللہ تعالیٰ کی مشیت سے آپ کے ارد گرد آپ کے ماننے والوں اور آپ کی رسالت کی تصدیق کرنے والوں کی تعداد بڑھتی گئی اور اس طرح اسلام کی یہ روشنی کفر وشرک کی ظلمتوں کو چاک کرکے مکہ اور مکہ سے باہر تک پھیلتی گئی۔ اور جب ۲۳ سال تک دعوت وتبلیغ کا کام کرنے کے بعد آپ اس دنیائے فانی کو خیر باد کہہ رہے تھے تو ایک لاکھ سے زائد کی تعداد آپ کی دعوت کو لبیک کہہ چکی تھی۔

کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کو اسلام کے بنیادی مصادر ماننے والی اس امت کا اس

بات پر اتفاق ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کے یہ اصحاب مجموعی طور پر اس امت کے سب سے افضل لوگ ہیں، اور ان میں سب سے افضل خلیفہ اول ابو بکر، ان کے بعد خلیفہ دوم عمر اور ان کے بعد خلیفہ سوم حضرت عثمان ہیں۔ یہ حضرات سابقین اولین میں سے ہیں اور انہیں متعدد بار اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی بشارت دی ہے۔ در حقیقت ان مبارک ہستیوں نے اسلام اور نبی اسلام کے لیے اپنے تن، من، دھن کی بازی لگا دی تھی اور فدائیت کی ایسی مثال قائم کر دی کہ اس کی نظیر ملنی مشکل ہے۔ ان کے مناقب وفضائل سے کتابیں بھری پڑی ہیں، اور اس سے بڑھ کر یہ کہ قرآن کریم کی بہت ساری آیتیں ان کے مقام ومرتبے کی گواہ ہیں جن کو رہتی دنیا تک لوگ پڑھتے رہیں گے۔

آج کے خطبہ جمعہ ہم اللہ کے فضل وکرم سے سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے تعارف، فضائل اور ان کی شہادت کے بارے میں چند باتیں سمجھیں گے؛

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا تعارف

نام ونسب، کنیت اور لقب:

عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی بن کلاب۔ اس طرح عبد مناف پر آپ کا سلسلہ نسب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ نسب میں جا ملتا ہے۔ آپ کی والدہ اروی بنت کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی ہیں۔

اور آپ کی نانی ام حکیم بیضاء بنت عبد المطلب ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد عبد اللہ کی سگی بہن تھیں، اور زبیر بن بکار کی روایت کے مطابق دونوں جڑواں پیدا ہوئے تھے۔ اس طرح عثمان رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد بہن کے لڑکے تھے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی

والدہ کے ماموں زاد بھائی تھے۔ آپ کی والدہ مشرف بہ اسلام ہوئیں اور آپ کی خلافت میں وفات پائی اور آپ ہی انہیں قبرستان لے گئے۔[الخلافۃ الراشدۃ والدولۃ الأمویۃ ص:388]

آپ کے والد دور جاہلیت ہی میں وفات پا چکے تھے۔

دور جاہلیت میں آپ کی کنیت ابو عمرو تھی، لیکن جب آپ کی زوجیت میں رقیہ بنت رسول اللہ آئیں اور ان کے بطن سے ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام عبد اللہ رکھا گیا اس وقت سے آپ نے ابو عبد اللہ کی کنیت اختیار کی اور مسلمانوں نے اسی کنیت سے آپ کو یاد کرنا شروع کر دیا۔

عثمان رضی اللہ عنہ کو ذوالنورین کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا، علامہ بدر الدین عینی بخاری کی شرح میں لکھتے ہیں:

”اس لیے کہ آپ کے سوا کوئی ایسا نہیں ہے جس کی زوجیت میں نبی کی دو بیٹیاں آئی ہوں۔“[عمدۃ القاری:2016]

”مہلب بن ابی صفرہ سے پوچھا گیا کہ عثمان رضی اللہ عنہ کو ذوالنورین کیوں کہا گیا؟ تو انہوں نے فرمایا:

عبد اللہ بن عمر بن ابان جعفی کہتے ہیں، مجھ سے میرے ماموں حسین الجعفی نے کہا: تمہیں معلوم ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ کو ذوالنورین کیوں کہا گیا؟ میں نے عرض کیا: نہیں۔ فرمایا: جب سے اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اس وقت سے لے کر قیامت تک عثمان رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی کی زوجیت میں نبی کی دو بیٹیاں نہیں آئیں۔ اسی لیے آپ کو ذوالنورین سے ملقب کیا گیا۔[سنن البیہقی:737]

ولادت:

آپ صحیح قول کے مطابق مکہ میں عام الفیل کے چھ سال بعد پیدا ہوئے۔ بعض لوگوں نے مقام ولادت طائف قرار دیا ہے۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تقریباً پانچ سال چھوٹے تھے۔

قبولِ اسلام:

جس وقت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آپ کو اسلام کی دعوت پیش کی اس وقت آپ کی عمر چونتیس (۳۴) سال تھی۔ اس دعوت پر آپ نے کوئی لیت و لعل نہ کیا بلکہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی دعوت پر فوراً لبیک کہا اور سابقین اولین کی سنہری فہرست میں داخل ہو گئے۔ چنانچہ ابو اسحاق کا بیان ہے: ابو بکر، علی اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہم کے بعد سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے عثمان رضی اللہ عنہ تھے۔ اس طرح مردوں میں چوتھے نمبر پر اسلام قبول کرنے والے آپ تھے۔[السیرۃ النبویۃ ابن ہشام]

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے فضائل

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بہت سارے فضائل ہیں۔ چند ایک پیشِ خدمت ہیں:

زبانِ نبوت سے شہید کا لقب ملا:

❁ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم احد پہاڑ پر تھے، آپ کے ساتھ ابو بکر، عمر اور عثمان بھی تھے، اتنے میں پہاڑ تھر تھرانے لگا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا؛

اسكن أحد، فليس عليك إلا نبي وصديق وشهيدان

" اے احد! ٹھہر جا، کیونکہ تیرے اوپر ایک نبی، ایک صدیق، اور دو شہید موجود ہیں۔"[بخاری:3699]

❁ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حراء پہاڑ پر تھے، آپ کے ساتھ ابو بکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہم بھی تھے، اتنے میں چٹان حرکت کرنے لگی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا؛

اهدأ فما عليك إلا نبي أو صديق أو شهيد

"تھم جاؤ، کیونکہ تمہارے اوپر نبی، صدیق، اور شہید ہیں۔" [مسلم:2417]

زبانِ نبوت سے بارہا جنت کی بشارت ملی:

❁ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ کے ایک باغ میں تھا، ایک شخص آئے اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ان کے لیے دروازہ کھول دو، اور انہیں جنت کی خوشخبری دے دو، میں نے دروازہ کھولا تو دیکھا کہ ابو بکر ہیں، میں نے فرمان نبوی کے مطابق انہیں خوشخبری سنائی تو انہوں نے اللہ کا شکر ادا کیا، پھر ایک شخص آئے اور دروازہ کھٹکھٹایا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کے لیے بھی دروازہ کھول دو اور انہیں جنت کی بشارت دے دو، میں نے دروازہ کھولا تو دیکھا کہ عمر ہیں، میں نے ان کو فرمان نبوی کی خبر دی تو انہوں نے اللہ کا شکر ادا کیا، پھر ایک تیسرے آدمی آئے اور دروازہ کھٹکھٹایا تو آپ نے مجھ سے کہا؛

افتح له وبشره بالجنة على بلوى تصيبه

"ان کے لیے دروازہ کھول دو اور انہیں جنت کی خوشخبری دے دو ایک مصیبت کے بعد جو ان پر آئے گی۔"

دیکھا تو وہ عثمان تھے۔ میں نے انہیں اللہ کے رسول کی فرمائی ہوئی بات کی خبر دی، انہوں نے اللہ کا شکر ادا کیا اور کہا کہ اللہ مدد فرمائے۔ [بخاری:3693]

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَخْنَسِ، أَنَّهُ كَانَ فِي الْمَسْجِدِ، فَذَكَرَ رَجُلٌ عَلِيًّا- عَلَيْهِ السَّلَام-، فَقَامَ سَعِيدُ بْنُ زَيْدٍ، فَقَالَ: أَشْهَدُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِّي سَمِعْتُهُ وَهُوَ يَقُولُ: عَشْرَةٌ فِي الْجَنَّةِ: النَّبِيُّ فِي الْجَنَّةِ: وَأَبُو بَكْرٍ فِي الْجَنَّةِ، وَعُمَرُ فِي الْجَنَّةِ، وَعُثْمَانُ فِي الْجَنَّةِ، وَعَلِيٌّ فِي الْجَنَّةِ، وَطَلْحَةُ فِي الْجَنَّةِ، وَالزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ فِي الْجَنَّةِ، وَسَعْدُ بْنُ مَالِكٍ فِي الْجَنَّةِ، وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ فِي الْجَنَّةِ. وَلَوْ شِئْتُ لَسَمَّيْتُ الْعَاشِرَ! قَالَ: فَقَالُوا: مَنْ هُوَ؟ فَسَكَتَ، قَالَ: فَقَالُوا: مَنْ هُوَ؟ فَقَالَ: هُوَ سَعِيدُ بْنُ زَيْدٍ.

ترجمہ: جناب عبدالرحمٰن بن الاخنس سے روایت ہے کہ وہ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے جب ایک شخص نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا تو سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، آپ ﷺ فرماتے تھے: ”دس اشخاص جنت میں ہیں۔ نبی ﷺ جنت میں ہیں، ابو بکر جنت میں ہیں، عمر جنت میں ہیں، عثمان جنت میں ہیں، علی جنت میں ہیں، طلحہ جنت میں ہیں، زبیر بن عوام جنت میں ہیں، سعد بن مالک جنت میں ہیں اور عبدالرحمٰن بن عوف جنت میں ہیں۔“ اگر میں چاہوں تو دسویں کا نام بھی لے سکتا ہوں۔ لوگوں نے پوچھا وہ کون ہے؟ تو وہ خاموش ہو رہے۔ لوگوں نے پوچھا: وہ کون ہے تو انہوں نے کہا: وہ سعید بن زید ہے۔ [ابو داؤد: 4649 صحیحہ الالبانی]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھا

إذ جاء رجل إلى النبي صلى الله عليه وسلم فصافحه، فلم ينزع النبي صلى الله عليه وسلم يده من يد الرجل حتى انتزع الرجل يده ثم قال له: يا رسول الله جاء عثمان، قال: ”امرؤ من أهل الجنة“.

اتنے میں ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور آپ سے مصافحہ کیا۔ نبی کریم ﷺ نے اس وقت تک اپنا ہاتھ اس آدمی کے ہاتھ سے نہیں چھڑایا جب تک اس آدمی نے اپنا ہاتھ نہیں

چھڑایا پھر رسول اللہ ﷺ سے کہنے لگے کہ عثمان آگیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ (عثمان) جنتی آدمی ہیں۔ [رواه الطبراني في الأوسط والكبير 14530 وإسناده حسن]

❁ غزوہِ تبوک کے موقع پر جیشِ عسرہ کی تیاری کے وقت مسجدِ نبوی کے اندر جب رسول اللہ ﷺ نے اعلان فرمایا:

مَنْ جَهَّزَ جَيْشَ الْعُسْرَةِ فَلَهُ الْجَنَّةُ

"جو شخص جیشِ عسرہ کو ساز و سامان سے لیس کر دے گا تو اسے جنت کی بشارت ہے۔"

تو عثمان رضی اللہ نے ہی اسے مسلح کیا تھا۔ [بخاری: 2778]

❁ ایک مرتبہ چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی اکرم ﷺ کے پاس گئے اور کہا کہ اے اللہ کے رسول! ہمیں کوئی جنتی آدمی دکھلایئے۔ آپ نے فرمایا؛

النبي من أهل الجنة وابو بكر وعمر من أهل الجنة وعثمان من اهل الجنة

"نبی جنتی ہیں، ابو بکر و عمر جنتی ہیں، عثمان جنتی ہیں" [فضائل الصحابہ للامام احمد بن حنبل: حدیث نمبر 557 بإسناد حسن]

❁ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا؛

القائِمُ بعدِي في الجنةِ، والّذي يقومُ بعدَهُ في الجنةِ، والثالثُ والرابعُ في الجنةِ

"میرے بعد شریعت پر عمل پیرا ہونے والا جنت میں جائے گا اور اس کے بعد شریعت کو اپنانے والا اور اس کے بعد تیسرے دور کا آدمی اور اسکے بعد چوتھے دور کا آدمی سب جنت میں داخل ہوں گے۔" [سلسلہ صحیحہ: 2319]

اس حدیث سے مراد خلفاءِ اربعہ ہیں اور تیسرے سے مراد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہیں۔

بدری صحابی:

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ غزوہ بدر میں شریک نہیں ہو سکے تھے، اس کے باوجود ان کو بدری صحابہ والا مقام اور مرتبہ ملا۔ جیسا کہ صحیح بخاری میں موجود ہے:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: إِنَّمَا تَغَيَّبَ عُثْمَانُ عَنْ بَدْرٍ، فَإِنَّهُ كَانَتْ تَحْتَهُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَانَتْ مَرِيضَةً، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّ لَكَ أَجْرَ رَجُلٍ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا وَسَهْمَهُ»

ترجمہ: سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بدر کی لڑائی میں شریک نہ ہو سکے تھے۔ ان کے نکاح میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک صاحبزادی تھیں اور وہ بیمار تھیں۔ ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہیں بھی اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا بدر میں شریک ہونے والے کسی شخص کو، اور اتنا ہی حصہ بھی ملے گا۔ [بخاری:3130]

یہ عثمان کا ہاتھ ہے:

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیعتِ رضوان کا حکم دیا گیا تو عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصد بن کر اہلِ مکہ کے پاس گئے ہوئے تھے۔ بیعت لیتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دائیں ہاتھ کو اٹھا کر فرمایا:

هٰذِهِ يَدُ عُثْمَانَ. فَضَرَبَ بِهَا عَلَى يَدِهِ، فَقَالَ: هٰذِهِ لِعُثْمَانَ.

"یہ عثمان کا ہاتھ ہے۔ اور پھر اسے اپنے بائیں ہاتھ پر مار کر فرمایا: یہ بیعت عثمان کی طرف سے ہے۔" [بخاري:3698]

بیعتِ رضوان ایک ایسی بیعت تھی جو صرف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا بدلہ لینے کے لیے لی گئی۔

بیعتِ رضوان اور اس میں شریک صحابہ کی بہت زیادہ فضیلت ہے:

❁ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لا يَدْخُلُ النارَ أحدٌ ممَن بايعَ تحتَ الشجرةِ.

ان لوگوں میں سے کوئی بھی جہنم میں داخل نہیں ہو گا جنہوں نے درخت کے نیچے بیعت کی (یعنی صلح حدیبیہ کے وقت بیعتِ رضوان میں شریک رہے)[صحيح أبي داود:4653]

❁ یہ وہ عظیم بیعت تھی جس پر خود رب العزت کی طرف سے خوشنودی کا اظہار کیا گیا اور قرآنِ پاک میں آیت نازل فرمادی:

لَّقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا

"یقیناً اللہ مومنوں سے راضی ہو گیا جب وہ آپ سے درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے پس وہ جان گیا اس اخلاص کو جو ان کے دلوں میں تھا اس لئے ان پر سکون و اطمینان نازل کیا اور بطورِ جزا ایک قریبی فتح سے نوازا۔"[الفتح:18]

یہ آیت ان اصحابِ بیعتِ رضوان کے لیے رضائے الٰہی اور ان کے پکے سچے مومن ہونے کا سرٹیفکیٹ ہے جنہوں نے حدیبیہ میں ایک درخت کے نیچے اس بات پر بیعت کی کہ وہ قریشِ مکہ سے لڑیں گے اور راہِ فرار اختیار نہیں کریں گے۔

❁ عمرو بن دینار کہتے ہیں کہ میں نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے سنا کہ:

قالَ لَنا رَسولُ اللهِ صلَّى اللهُ عليه وسلَّمَ يومَ الحُدَيْبِيَةِ: أنتُمْ خَيْرُ أهْلِ الأرْضِ. وكُنَّا ألْفًا وأَرْبَعَ مِئَةٍ، ولو كُنْتُ أُبْصِرُ اليومَ لَأَرَيْتُكُمْ مَكانَ الشَّجَرَةِ.

ترجمہ: حدیبیہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا: تم زمین والوں میں سب سے بہتر ہو۔ اور (اس وقت) ہم چودہ سو تھے اور اگر آج مجھے دکھائی دیتا ہوتا تو میں تمہیں اس درخت کی جگہ دکھاتا۔ [بخاري:4154]

❁ ام مبشر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ انہوں نے حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا؛

لَا يَدْخُلُ النَّارَ، إِنْ شَاءَ اللهُ مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ أَحَدٌ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا تَحْتَهَا

"ان شاء اللہ اس درخت والوں میں سے کوئی بھی آگ میں داخل نہیں ہو گا جنہوں نے اس کے نیچے بیعت کی۔" [مسلم:2494]

❁ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حاطب رضی اللہ عنہ کا ایک غلام حاطب رضی اللہ عنہ کی شکایت لے کر آیا اور کہنے لگا: "یارسول اللہ! حاطب ضرور آگ میں داخل ہو گا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا؛

كَذَبْتَ لَا يَدْخُلُهَا فَإِنَّهُ شَهِدَ بَدْرًا وَ الْحُدَيْبِيَةَ

ترجمہ: تو نے غلط کہا وہ آگ میں داخل نہیں ہو گا کیونکہ اس نے تو بدر اور حدیبیہ میں شرکت کی ہے۔" [مسلم:2495]

❁ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں؛

كُنَّا يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ أَلْفًا وَ أَرْبَعَ مِائَةٍ فَبَايَعْنَاهُ وَ عُمَرُ آخِذٌ بِيَدِهِ تَحْتَ الشَّجَرَةِ وَهِيَ سَمُرَةٌ

ہم حدیبیہ کے دن چودہ سو تھے۔ ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی اور عمر رضی اللہ عنہ درخت کے نیچے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے اور وہ کیکر کا درخت تھا۔" [مسلم:1856]

دو مرتبہ ہجرت:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اسلامی تاریخ کی وہ عظیم ہستی ہیں جنہوں نے دینِ اسلام کے لیے صرف ایک بار نہیں بلکہ دو مرتبہ ہجرت کی ہے۔ عبید اللہ بن عدی بن خیار بیان کرتے ہیں کہ؛

دَخَلْتُ علَى عُثْمانَ، فَتَشَهَّدَ ثُمَّ قالَ: أمّا بَعْدُ، فإنَّ اللَّهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا صلّى اللهُ عليه وسلَّمَ بالحَقِّ، وكُنْتُ مِمَّنِ اسْتَجابَ لِلَّهِ ولِرَسولِهِ وآمَنَ بما بُعِثَ به مُحَمَّدٌ صلّى اللهُ عليه وسلَّمَ، ثُمَّ هاجَرْتُ هِجْرَتَيْنِ، ونِلْتُ صِهْرَ رَسولِ اللَّهِ صلّى اللهُ عليه وسلَّمَ، وبايَعْتُهُ، فَواللَّهِ ما عَصَيْتُهُ ولا غَشَشْتُهُ حتّى تَوَفّاهُ اللَّهُ

"میں عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے حمد و شہادت پڑھنے کے بعد فرمایا: اما بعد! کوئی شک و شبہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث کیا۔ میں بھی ان لوگوں میں تھا جنہوں نے اللہ اور اسکے رسول کی دعوت پر (ابتدا ہی میں) لبیک کہا اور میں ان تمام چیزوں پر ایمان لایا جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لے کر مبعوث ہوئے تھے۔ پھر میں نے دو ہجرتیں کیں اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دامادی کا شرف مجھے حاصل ہوا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے بیعت کی۔ اللہ کی قسم! میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہ کبھی نافرمانی کی اور نہ کبھی آپ سے دھوکہ بازی کی یہاں تک کہ آپ کا انتقال ہو گیا۔" [بخاري: 3927]

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ صحابہ کی نظر میں:

❁ حضرت عبد اللہ بن عمر کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہم لوگ کہا کرتے تھے کہ اس امت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے افضل ابو بکر ہیں، پھر عمر، پھر عثمان، یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتی تھی مگر آپ اس کا انکار نہیں کرتے۔ [فضائل الصحابہ للامام احمد بن حنبل: روایت نمبر 857 بإسناد صحیح لغیرہ]

❁ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں؛

لاتسبوا عثمان فإنا کنا نعده من خيارنا

”عثمان کو برا بھلا مت کہو، ہم تو ان کو اپنے بہترین لوگوں میں شمار کرتے تھے۔[فضائل الصحابہ: روایت نمبر ۷۴۷ باسناد صحیح]

❁ محمد بن حاطب فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا؛

إن الذين سبقت لهم منا الحسنى أولئک عنها مبعدون [الانبیاء:۱۰۱]

”بے شک جن کے لیے ہماری طرف سے نیکی پہلے ہی ٹھہر چکی ہے وہ سب جہنم سے دور ہی رکھے جائیں گے“

ان ہی میں سے عثمان ہیں۔[فضائل الصحابہ للامام احمد بن حنبل: حدیث نمبر 771 باسناد صحیح]

سیرتِ عثمانی کے چند قابلِ عمل گوشے

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی زندگی ہمارے لئے نمونہ، مثال اور ماڈل ہے، اب ہم سیرتِ عثمانی کی چند باتیں آپ کے سامنے رکھیں گے جن پر عمل کرکے زندگیاں سنواری جاسکتی ہیں۔

1۔ شرم وحیاء:

❁ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ کے گھر میں لیٹے ہوئے تھے، اس وقت آپ کے زانو یا پنڈلیاں کھلی ہوئی تھیں، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اندر آنے کی اجازت چاہی، آپ نے اسی حالت میں اجازت دے دی، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے انہیں بھی اسی حالت میں اندر آنے کی اجازت دے دی، پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اندر آنے کے لیے اجازت طلب کی، تو اللہ کے

رسول ﷺ اٹھ کر بیٹھ گئے اور اپنا کپڑا درست کر لیا۔ یہ دیکھ کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کی وجہ دریافت کی، آپ نے فرمایا؛

ألا أستحيي من رجل تستحيي منه الملائكة

"کیا میں اس شخص سے حیا نہ کروں جس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔"[مسلم:2401]

❁ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میری امت کے ساتھ سب سے زیادہ رحم دلی کرنے والے امتی ابو بکر ہیں اور اللہ کے دین کے معاملے میں سب سے سخت عمر ہیں، "واصدقهم حياء عثمان" اور ان میں سب سے سچے حیا دار عثمان ہیں۔۔۔۔[ترمذی:3791 صححہ الالبانی]

2۔ سخاوت:

سیدنا عبد الرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی ﷺ جہاد (جیش العسرۃ) کی تیاری کر رہے تھے تو (سیدنا) عثمان رضی اللہ عنہ اپنی آستین میں ایک ہزار دینار لے آئے اور انھیں آپ ﷺ کی جھولی میں ڈال دیا۔ میں نے دیکھا کہ آپ انھیں جھولی میں الٹ پلٹ رہے تھے اور فرمارہے تھے؛

ماضر عثمان ماعمل بعد اليوم

"آج کے بعد عثمان جو بھی عمل کریں انھیں نقصان نہیں ہو گا۔"[ترمذی:3701 حسنہ الالبانی]

صبر واستقامت:

عثمان رضی اللہ عنہ صفت صبر سے متصف تھے، آپ کے ان مواقف میں سے جو اس صفت پر دلالت کرتے ہیں فتنہ کے دور میں آپ کا ثابت قدم رہنا ہے، اس وقت جب کہ آپ اور دیگر

مسلمانوں پر مصائب و آلام کے پہاڑ ٹوٹ پڑے تھے، اس کے مقابلہ میں آپ نے جو موقف اختیار کیا وہ فدائیت و قربانی کی ایسی اعلیٰ مثال ہے جسے ایک فرد جماعتی وجود، امت کی کرامت اور مسلمانوں کے خون کی حفاظت کی راہ میں پیش کر سکتا ہے، اگر آپ کو اپنی جان عزیز ہوتی اور امت کا وجود پیش نظر نہ ہوتا تو آپ کے لیے یہ ممکن تھا کہ آپ اپنی جان کو بچا لیتے، اور اگر آپ خود غرض ہوتے اور صرف اپنی ذات کی فکر ہوتی اور ایثار و قربانی کے جذبات سے سرشار نہ ہوتے تو بلوائیوں کے مقابلہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ابنائے مہاجرین و انصار کو اپنی حفاظت اور دفاع میں لگا دیتے، لیکن آپ نے امت کے اتحاد کو برقرار رکھنا چاہا اس لیے انتہائی صبر و ثبات اور احتساب کے ساتھ اپنی جان کی قربانی پیش کر دی، اور اعلان کیا کہ میں صبر جمیل کے ساتھ اس عظیم فتنہ کا مقابلہ کروں گا۔ اس طرح اس آیت کریمہ پر آپ کا مکمل عمل رہا:

الَّذِينَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ إِيمَانًا وَقَالُوا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ

”وہ لوگ کہ جب ان سے لوگوں نے کہا کہ کافروں نے تمہارے مقابلہ پر لشکر جمع کر لیے ہیں تم ان سے خوف کھاؤ تو اس بات نے ان کا ایمان اور بڑھا دیا اور کہنے لگے ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ بہت اچھا کارساز ہے۔“ [آل عمران: 173]

عثمان رضی اللہ عنہ قوی ایمان، اعلیٰ ظرف، موثر بصیرت اور عظیم صبر کے مالک تھے، اور اسی وجہ سے آپ نے امت کی خاطر اپنی جان قربان کر دی، جو مسلمانوں کے نزدیک آپ کے عظیم ترین فضائل میں شمار ہوا۔

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”تو اتر سے یہ بات ثابت ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ خون سے بچنے والے، اور آپ کی عزت پر انگلی اٹھانے والوں اور آپ کے خون کے پیاسے لوگوں پر سب سے زیادہ صبر کرنے والے تھے،

چنانچہ جب شر پسندوں نے آپ کا محاصرہ کر لیا اور آپ کے قتل کے در پے ہو گئے اور آپ کو ان کے ارادۂ قتل کا بخوبی علم ہو گیا اور مسلمان آپ کی نصرت و تائید کے لیے پہنچے اور ان شر پسندوں سے قتال کرنے کا مشورہ دیا، تو آپ برابر انہیں قتال سے روکتے رہے، لوگوں نے آپ کو مشورہ دیا کہ آپ مکہ چلے جائیں تو آپ نے فرمایا: میں حرم میں الحاد کرنے والا نہیں بنوں گا۔ لوگوں نے کہا شام چلے جائیں۔ فرمایا: دار ہجرت کو نہیں چھوڑ سکتا۔ پھر آپ سے کہا گیا: تو پھر ان سے قتال کریں۔ فرمایا: محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ان کی امت میں پہلا تلوار اٹھانے والا نہیں بنوں گا، اور پھر آپ نے اس قدر صبر کیا کہ قتل کر دیے گئے، آپ کا یہ کردار آپ کے عظیم ترین فضائل میں سے قرار پایا۔“ [منہاج السنہ]

شجاعت اور بہادری:

عثمان رضی اللہ عنہ انتہائی شجاع اور بہادر تھے، اس کی دلیل یہ ہے:

1۔ آپ کا جہاد کے لیے نکلنا، اور تمام غزوات و معرکوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شرکت کرنا۔ رہا مسئلہ غزوہ بدر میں عدم شرکت کا تو اس کے جواب میں ہم یہ عرض کر چکے ہیں کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے تھا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو غزوۂ بدر میں شرکت کرنے والوں میں سے شمار کیا، اور مال غنیمت میں آپ کے لیے حصہ مقرر فرمایا، اور ان شاء اللہ اجر و ثواب کے بھی مستحق بنے۔ پھر بھلا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کے آگے کس کی بات ہو سکتی ہے۔

2۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے سفیر کی حیثیت سے قریش کے پاس جانا۔ حدیبیہ کے موقع پر جس وقت رسول اللہ ﷺ نے آپ کو قریش کے پاس بحیثیت سفیر بھیجنا چاہا آپ نے برضا ورغبت آپ کے فرمان کو عملی جامہ پہنایا، حالاں کہ آپ کو بخوبی معلوم تھا کہ یہ مہم کس قدر خطرناک ہے لیکن آپ کی شجاعت و بہادری تھی کہ آپ نے انکار نہ کیا اور سراپا اطاعت بن گئے، یقینا جو شخص ان سنگین حالات میں سفارت کو قبول کرے وہ انتہائی عظیم بہادر و شجاع اور نادر الوجود ہیرو ہی ہو سکتا ہے۔ یہ بات اپنی جگہ پر صحیح ہے کہ چوں کہ یہ رسول اللہ ﷺ کا حکم تھا جس کا انکار نہیں کیا جا سکتا تھا، اس لیے عثمان رضی اللہ عنہ میں بھی انکار کی تاب نہ تھی لیکن ساتھ ہی ساتھ اس واقعہ میں آپ کی شجاعت و بہادری بھی عیاں ہے کیوں کہ عام آدمی اور بزدل شخص اس اہم ذمہ داری کو ان حالات میں قبول نہیں کر سکتا۔

شہادتِ عثمان غنی رضی اللہ عنہ

باغیوں نے مختلف الزامات لگا کر آپ کو معزول کرنے کی مہم چھیڑ رکھی تھی اور بار بار ان سے مسند خلافت سے کنارہ کش ہونے کا مطالبہ کر رہے تھے، ادھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو نبی اکرم ﷺ کی یہ وصیت بھی یاد تھی کہ اگر لوگ آپ سے اس خلعت کو اتارنے کا مطالبہ کریں جو اللہ تعالیٰ آپ کو پہنائے گا تو آپ اسے نہ اتاریں اور صبر کریں۔ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا؛

يا عثمانُ إنَّهُ لعلَّ اللَّهَ يقمِّصُكَ قميصًا، فإن أرادوكَ على خَلعِهِ فلا تخلعهُ لَهُم

"اے عثمان! شاید اللہ تمہیں کوئی کرتہ پہنائے اگر لوگ اسے اتارنا چاہیں تو تم اسے ان لوگوں کے لئے ہرگز نہ اتارنا۔" [صحيح الترمذي:3705]

"کرتہ" سے مراد خلافت ہے کہ اگر منافقین تمہیں خلافت سے دستبردار ہونے کو کہیں اور اس سے معزول کرنا چاہیں تو ایسا مت ہونے دینا کیونکہ اس وقت تم حق پر قائم رہو گے اور دستبرداری کا مطالبہ کرنے والے باطل پر ہوں گے. اللہ کے رسول ﷺ کے اسی فرمان کے پیشِ نظر عثمان رضی اللہ عنہ نے شہادت کا جام پی لیا لیکن دستبردار نہیں ہوئے۔

اسی طرح آپ کی شہادت کے بارے میں متعدد بار اللہ کے رسول بتلا چکے تھے۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

ذَكَرَ رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم فتنةً فقالَ: يقتلُ فيها هذا مظلومًا. لعثمانَ

"رسول اللہ ﷺ نے ایک فتنے کا ذکر کیا تو فرمایا: "اس فتنے میں عثمان بھی مظلوم قتل کیا جائے گا" (یہ بات آپ نے عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق کہی)۔" [صحيح الترمذي:3708]

اس لیے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے خلافت سے دست بردار ہونے کے مطالبہ کو تسلیم نہیں کیا اور فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ کی وصیت کے مطابق آخری لمحہ تک صبر کروں گا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے انکار پر باغیوں نے کاشانہ خلافت کا نہایت سخت محاصرہ کر لیا جو چالیس دن تک مسلسل قائم رہا، اس عرصہ میں اندر پانی تک پہنچانا جرم تھا۔ [الخلافۃ والخلفاء الراشدون، ص222]

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ أَشْرَفَ يَوْمَ الدَّارِ فَقَالَ أَنْشُدُكُمْ اللَّهَ أَتَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ إِلَّا بِإِحْدَى ثَلَاثٍ زِنًا بَعْدَ إِحْصَانٍ أَوْ ارْتِدَادٍ بَعْدَ إِسْلَامٍ أَوْ قَتْلِ نَفْسٍ بِغَيْرِ حَقٍّ فَقُتِلَ بِهِ فَوَاللَّهِ مَا زَنَيْتُ فِي جَاهِلِيَّةٍ وَلَا فِي إِسْلَامٍ وَلَا ارْتَدَدْتُ مُنْذُ بَايَعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا قَتَلْتُ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ فَبِمَ تَقْتُلُونَنِي

ترجمہ: ابو امامہ بن سہل بن حنیف رضی اللہ عنہما جب باغیوں نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ کررکھا تھا تو انہوں نے اپنے گھر کی چھت پر آکر کہا: میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں، کیا تم نہیں جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: 'تین صورتوں کے سوا کسی مسلمان کا خون حلال نہیں: شادی کے بعد زنا کرنا، یا اسلام لانے کے بعد مرتد ہو جانا، یا کسی کو ناحق قتل کرنا جس کے بدلے میں قاتل کو قتل کیا جائے، اللہ کی قسم! میں نے نہ جاہلیت میں زنا کیا ہے نہ اسلام میں، نہ رسول اللہ ﷺ سے بیعت کرنے کے بعد میں مرتد ہوا ہوں اور نہ ہی اللہ کے حرام کردہ کسی نفس کا قاتل ہوں، پھر (آخر) تم لوگ کس وجہ سے مجھے قتل کر رہے ہو؟۔[ترمذی:2158 صحیح الالبانی]

صحابہ کرام اپنے لڑکوں کے ساتھ آپ کے پاس پہنچتے اور آپ کی طرف سے باغیوں سے مقابلہ کرنے کی اجازت چاہتے، مگر سب کو آپ نے سختی سے منع کردیا، اور سخت اصرار کے باوجود کسی کو قتل وخونریزی کی اجازت نہ دی۔ آپ ہر لمحہ اپنی شہادت کے واقعہ کے منتظر تھے، جس دن شہادت ہونے والی تھی خواب میں رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ فرما رہے ہیں کہ آج آپ ہمارے ساتھ افطار کریں گے۔[مستدرک حاکم:4554]

ادھر باغیوں نے مکان پر حملہ کردیا، حضرت حسن جو دروازے پر متعین تھے مدافعت میں زخمی ہو گئے، باغیوں نے اندر پہنچ کر تلاوت کی حالت میں ہی ان پر حملہ کر دیا، شہادت کا خون قرآن کریم کی اس آیت پر پڑا:

فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ[البقرہ:137]

راجح قول کے مطابق یہ ذی الحجۃ ۳۵ھ کی اٹھارہ تاریخ تھی، اور جمعہ کا دن تھا۔[تاریخ الطبری: 4355]

شمسی اعتبار سے 656ء کا سال تھا۔ شہادت کے وقت حضرت عثمان ۸۲ برس کے تھے۔ رضی اللہ عنہ وارضاہ۔